احترامِ رسول ﷺ

ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ ساری خدائی اور تمام مخلوقات سے بلند ہے، اللہ رب العزت کے مقام و شان کے بعد ساری کائنات سے رسول اللہ ﷺ افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ أعلم الناس یعنی تمام لوگوں سے بڑھ کر علم والے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہیں۔ آپ کی رسالت و نبوت کی برکت سے ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی اور صراط مستقیم نصیب ہوا ہے اور آپ کی ہدایت و رہنمائی سے ہم کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید و سنت کی برکات سے محظوظ ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم اور سنن ترمذی کی حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن الله اصطفى من ولد إبراهيم إسماعيل واصطفى من ولد إسماعيل كنانة واصطفى من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم»

''اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم ﷺ سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا اور اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنو کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب فرمایا۔'' [الرقم:۲۲۷۶، الرقم:۳۶۰۶]

صحیح بخاری و صحیح مسلم ہی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اور دیگر تمام انبیاء کرام کی مثال اس محل کی طرح ہے جو بہت خوبصورت تعمیر کیا گیا ہو، لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ اَدھوری چھوڑ دی گئی ہو، لوگ اس محل کا نظارہ کرنے کے لئے آئیں اور اس کی خوبصورتی پر خوش ہوں، لیکن ایک اینٹ کی چھوڑی ہوئی جگہ دیکھ کر وہ تعجب کا اظہار کریں کہ اسے پُر کیوں نہ کیا گیا۔ خبردار! اس ایک اینٹ کا خلا میں نے پر کر دیا ہے اور میرے ساتھ قصرِ نبوت مکمل کر دیا گیا ہے۔ میں خاتم النبیین ہوں، میرے آنے سے انبیاء و رُسل کے آنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔'' [الرقم:۳۵۳۵، الرقم:۶۵۱۳]

آپ ﷺ کے مقام و شان پر سنن دارمی کی اس حدیث سے روشنی پڑتی ہے:

''آپ ﷺ نے فرمایا میں بطحاءِ مکہ میں تھا میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک زمین پر اتر آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہے جس کی تلاش تھی، کہا ہاں، اس کا وزن کرو، انہوں نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا میں بھاری ثابت ہوا، پھر انہوں نے دس آدمیوں سے وزن کیا میرا پلڑا پھر بھی بھاری رہا۔ انہوں نے سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا میں ان سے بھی وزن میں بڑھ گیا، انہوں نے ہزار کے ساتھ وزن کیا میں ہزار آدمیوں سے بھی بھاری رہا۔ تب ایک فرشتہ سے دوسرے نے کہا اگر آپ اس نبی ﷺ کا وزن پوری اُمت کے ساتھ بھی کریں گے تو یہ ان سب سے بھی وزنی ہوں گے۔'' [۲۱/۱]

بعض لوگوں کے سامنے جب رسول ﷺ کی حدیث کسی مسئلہ کے متعلق پیش کی جاتی ہے اور ائمہ اربعہ کی رائے اور

☆ نائب شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہو تو ان کے لئے حدیث نبوی ﷺ کا ماننا عجیب دکھائی دیتا ہے۔ حدیث مذکور کی روشنی میں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ آپ کے فرمان کے مقابلہ میں تو ساری اُمت کی رائے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی حدیث کے مطابق ہی فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل اور آپ کی حدیث تو ساری اُمت کے عوام وخواص سے بڑھ کر وزنی ہے اور آپ ﷺ کے مقام واحترام کا اہم سے یہ تقاضا ہے کہ آپ کی بات کو سب سے بلند و بالا رکھا جائے اور جان و مال سے ہر موقع پر آپ کی حمایت کی جائے اور ہر موذی سے آپ کی ذاتِ اقدس اور آپ کی بات کی حفاظت کی جائے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے دین کو لوگوں کی نصرت و مدد سے مستغنی کیا ہے، لیکن وہ اللہ رب العزت ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون ہے جو دل وجان سے میرے نبی ﷺ کے ساتھ ہے اور کون ہے جو اس کے دین کو سربلند دیکھنے کے لئے اپنا تعاون پیش کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی توقیر وتعظیم

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے رسول کریم کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔اس لئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ [الفتح:۹]

”تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد اور تعظیم کرو۔“

یہاں تعزیر اور توقیر دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان دونوں میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”والتعزير اسم جامع لنصره وتأييده ومنعه من كل ما يؤذيه والتوقير اسم جامع لكل ما فيه سكينة وطمأنينة من الإجلال والإكرام وأن يعامل من التشريف والتكريم والتعظيم بما يصونه، عن كل ما يخرجه عن حد الوقار“ [الصارم المسلول:ص۴۲۲]

”یعنی تعزیر سے مراد آپ ﷺ کی مدد اور تائید کرنا اور ہر اذیٰ اور تکلیف دینے والے سے آپ کی حفاظت کرنا ہے اور توقیر سے مراد وہ تعظیم وتکریم ہے جو آپ کے سکون واطمینان کا باعث ہو اور تشریف وتعظیم کا آپ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس کے ساتھ آپ ہر خلاف وقار حرکت سے محفوظ ہو جائیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِن فرمان باری تعالیٰ پر عمل کرنے کی انتہا کردی، وہ رسول اللہ ﷺ کے سچے شیدائی تھے اور دین اسلام کی ترویج وتبلیغ کی خاطر جان و مال اور اپنی اولادیں قربان کرنے والے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان وعمل کو قیامت تک آنے والوں کے لئے مثال بنا دیا اور فرمایا:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ [البقرۃ:۱۳۷]

”یعنی اگر یہ لوگ ویسے ایمان لائیں جیسے تم (میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم) ایمان لائے ہو تو تب یہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔“

اِن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احترام رسول ﷺ اور آپ کی تعظیم وتکریم کا مشاہدہ کرنا ہو تو صلح حدیبیہ کے واقعہ کا مطالعہ کریں، جب کہ رسول اللہ ﷺ چودہ سو اور ایک روایت کے مطابق پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ۶ ہجری میں بیت اللہ کے طواف کے لئے روانہ ہوئے، مقام حدیبیہ پر آپ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار قریش نے روک دیا، آپ ﷺ نے فرمایا ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اس موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی کفار قریش کی طرف

سے نمائندہ بن کر آیا اور نبی اکرم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا، وہ جب بات کرتا تو آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا، آپ ﷺ کے جانثار حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تلوار تھامے کھڑے تھے، عروہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کی دھاڑی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی داڑھی سے پیچھے رکھ۔

اس کے بعد عروہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق خاطر کا منظر دیکھنے لگا، پھر اپنے رفقاء کے پاس آیا اور بولا، اے میری قوم کے لوگو! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ تو محمد ﷺ کا لعاب دہن بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ آپ کا تھوک بھی ان میں سے کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا ہے، اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی بجا آوری کے لئے سارے مستعد ہوتے ہیں اور جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے لوگ لڑ پڑیں گے اور جب آپ ﷺ کوئی بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور فرطِ تعظیم کے سبب وہ آپ کو بھرپور نظر سے نہیں دیکھتے۔ اے قریش مکہ: انہوں نے تم پر اچھی تجویز پیش کی ہے لہٰذا قبول کرلو۔

[الرحیق المختوم:ص۵۵۲]

کسی اُمتی کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ [الحجرات:۲]

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔''

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اس اَدب و اِحترام اور تعظیم وتکریم کا بیان ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔ پہلا اَدب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں جب تم آپس میں گفتگو کرو تو تمہاری آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہو اور دوسرا اَدب یہ کہ جب خود نبی ﷺ سے کلام کرو تو نہایت وقار اور سکون سے بات کرو اس طرح اونچی آواز سے کلام نہ کرو جس طرح تم آپس میں بے تکلفی سے ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنے اور آپ ﷺ کے ساتھ ویسے اظہار خیال کرنے سے منع کردیا ہے جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، کیونکہ اس رفع اور جھر سے اس کے مرتکب کے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں حالانکہ اسے اس کا شعور تک نہیں ہوتا اور جس چیز سے انسان کے اعمال ضائع ہوتے ہوں وہ کفر ہے جس سے احتراز انتہائی ضروری ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے چند قرآنی آیات پیش کرکے اعمال کے ضائع ہونے کے مؤقف کو ثابت کیا ہے۔ [الصارم المسلول ص۵۴]

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑا محتاط رویہ اختیار کر لیا تھا، یہاں تک کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی انہوں نے مسجد میں آنا ترک کر دیا تاکہ گفتگو کریں تو ان کی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نہ آنے کے بارہ میں پوچھا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کا پتہ کر کے آؤں گا، وہ صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ اپنا سر جھکائے پریشان بیٹھے ہیں، وجہ پوچھی تو کہا کہ بات یہ ہے کہ میری آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند ہو جایا کرتی تھی، لہٰذا مجھے ڈر ہے کہیں میرے نیک اَعمال ضائع نہ ہو گئے ہوں اور میں اہل نار میں سے نہ ہو جاؤں۔ وہ آدمی رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور ثابت رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ آپ ﷺ کو بتایا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے اسی آدمی کو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی طرف بہت بڑی بشارت دے کر بھیجا۔ فرمایا جائیں ثابت رضی اللہ عنہ سے کہیں تو ہرگز اہل نار میں سے نہیں ہے بلکہ تو جنتی ہے۔[صحیح بخاری مع الفتح: ۵۹۰/۸]

اور یہ بشارت اس لئے تھی کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بے ادبی کے ارادے سے آواز بلند نہ کرتے تھے، بلکہ ان کی آواز قدرتی طور پر ہی اونچی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کو کسی قسم کی اذئی اور تکلیف دینا باعث کفر ہے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی کو آپ کی شان میں گفتگو کرتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور آدابِ رسالت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس بارہ میں کسی قسم کی بے احتیاطی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ شان نبوت سے متعلق لب کشائی سے قبل الفاظ کو تول کر زبان پر لانا چاہئے۔ قول وفعل سے رسول اکرم ﷺ کو تکلیف اور اذئی دینے والی چیز انسان سے صادر نہ ہونے پائے، کیونکہ یہ چیز انسان کے کفر کا سبب بن جاتی ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

"یعنی ان میں سے وہ بھی ہیں جو پیغمبر کو ایذا اور تکلیف دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ کان کا کچا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ کان تمہارے بھلے کے لئے ہے وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے جو اہل ایمان ہیں یہ ان کے لئے رحمت ہے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف اور ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" [التوبة:٦١]

منافقین نے نبی کریم ﷺ کے خلاف ایک ہرزہ سرائی یہ کی کہ یہ کان کا کچا ہے، مطلب یہ کہ ہر ایک کی بات سن لیتا ہے، یہ گویا آپ ﷺ کے حلم وکرم اور عفو ودرگزر کی صفت سے ان کو دھوکہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا پیغمبر شر وفساد کی کوئی بات نہیں سنتا جو سنتا ہے تمہارے لئے اس میں خیر وبھلائی ہی ہے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾

"یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔" [الاحزاب:۵۷]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دل ذلك على أن الإيذاء والمحادة كفر لأنه أخبر أن له نارجهنم خالدا فيها..فيكون المؤذى لرسول الله ﷺ كافرا عدو الله ورسوله محاربا لله ورسوله"

''یعنی یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو ایذا اور ان کی مخالفت کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتایا دیا کہ ایسے شخص کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ کو تکلیف دینے والا کافر ہوگا جو اللہ و رسول ﷺ کا دشمن اور ان کی مخالفت کرنے والا ہے۔'' [الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص۲۷]

شاتم رسول کا قتل

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے شاتم رسول اور آپ ﷺ کے بے اَدب کو قتل کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ وہ اسحاق بن راہویہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أجمع المسلمون على أن من سبّ الله أو سبّ رسوله ﷺ أو دفع شيئا مما أنزل الله عزوجل أو قتل نبيا من أنبياء الله عزوجل أنه كافر بذلك وإن كان مقرا بكل ما أنزل الله"

''اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کو گالی دے یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کو ردّ کرے یا انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو قتل کرے وہ کافر ہے اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ باقی تمام احکام کا اقرار کرتا ہو۔'' [الصارم المسلول، ص۴]

نیز فرماتے ہیں:

"إن الساب إن كان مسلما فإنه يكفر و يقتل بغير خلاف وهو مذهب الائمة الأربعة وغيرهم"

''نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا خواہ مسلمان ہو وہ اس سب و شتم سے کافر ہوجائے گا اور ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک وہ قتل کیا جائے گا اور اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' [الصارم المسلول، ص۴]

اگر اَحادیث و آثار کی طرف مراجعت کی جائے تو ان سے بھی یہ بات عیاں ہے، کہ شاتم رسول واجب القتل اور مباح الدم ہے، جیسا کہ سنن ابی داؤد میں عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

''ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی اُم ولد (لونڈی) رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور عیب جوئی کیا کرتی تھی وہ نابینا صحابی اسے اس کی بے اَدبی سے روکتے وہ باز نہ آتی، حسب عادت اس نے ایک رات شان رسالت ﷺ میں ہجو اور سب و شتم کیا، اس پر صحابی نے کدال لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا اوپر سے ایسا دبایا کہ...... گستاخی کا ارتکاب کرنے والی کا خاتمہ کردیا، جب صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ سے اس عورت کے قتل کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں اور میرا آپ پر حق بھی ہے کہ جس نے یہ کام کیا ہے وہ کھڑا ہوجائے۔ اس پر وہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور لرزتا ہوا لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا رسول کریم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اسے قتل کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کو سب و شتم کیا کرتی تھی اور آپ کی عیب جوئی کرتی تھی۔ میں اسے روکا کرتا تھا* لیکن یہ باز نہ آئی وہ میری اُم ولد تھی اور اس سے میرے دو بیٹے بھی ہیں جو موتیوں جیسے خوبصورت ہیں، حسب عادت گذشتہ رات وہ آپ کی شان میں بے اَدبی اور سب و شتم کرنی لگی میں نے کدال لیا اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے ایسا دبایا کہ وہ ہلاک ہوگئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: « ألا اِشهدوا إن دمها حدر» ''خبردار گواہ ہوجاؤ، اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔'' (یعنی اس کے قتل کرنے والے صحابی پر نہ قصاص ہے اور

نہ دیت)“ [رقم الحدیث:۴۳۶۱]

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودیہ عورت شانِ رسالت مآب میں بے اَدبی اور ہجو کیا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مرنے والی کا خون رائیگاں کر دیا۔

[رقم الحدیث:۴۳۶۲]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”هذا الحديث نص فى جواز قتلها لأجل شتم النبى ﷺ ودليل على قتل الرجل الذمى وقتل المسلم والمسلمة إذا سبا بطريق الأولى .“ [الصارم المسلول،ص۶۲]

”یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کو سب وشتم کرنے والے مرد اور عورت کو قتل کرنے کے بارہ میں صریح ہے، جبکہ شانِ رسالت ﷺ میں بے اَدبی کرنے والے کافر ذمیوں کو قتل کیا جاتا ہے تو جو مسلمان ہو کر شانِ نبوت میں بے اَدبی اور گستاخی کرے گا وہ بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔“

یاد رہے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے کہ آپ کی توہین اور گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، لیکن آپ کے علاوہ کسی اُمتی کی خواہ وہ صحابی کیوں نہ ہو، بے اَدبی کرنے والا مباح الدم نہیں، اسے تعزیر تو دی جاسکتی ہے، لیکن قتل نہیں کیا جاسکتا، اس پر ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلیل ہے، وہ کہتے ہیں:

”كنت عند أبى بكر الصديق فتغيظ على رجل فاشتد عليه فقلت تأذن لى يا خليفة رسول الله أصزب عنقه؟ قال: فأذهبت كلمتى غضبه فقام فدخل فأرسل إلىَّ فقال: ما الذى قلت انفا؟ قلت: ائذن لى أضرب عنقه قال: أكنت فاعلا لو أمرتك؟ قلت: نعم، قال:لا والله ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ“ [سنن أبي داؤد:۴۳۶۳]

”ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا وہ کسی شخص سے ناراض ہوئے اور سخت غصے ہوئے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری اس بات سے ان کا غصہ جاتا رہا، وہ اندر گئے اور مجھے بلا کر کہا ابھی تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا آپ اجازت دیں تو میں اس آدمی کی گردن اُڑا دوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں حکم دیتا تو کیا تو اسے قتل کر دیتا، میں نے کہا، ہاں ضرور۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کی بے اَدبی پر کسی کو قتل کیا جائے۔“

الحاصل، رسول اللہ ﷺ کی ذات اَقدس کے بارہ میں گفتگو کرتے وقت بڑے احتیاط کی ضرورت ہے، اس بارہ میں ہر ایسا کلمہ استعمال کرنے سے گریز کیا جائے جو ادنیٰ سی بے اَدبی پر بھی مشتمل ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بے اَدبی اور گستاخی کرنا کفر ہے اور اس کی سزا قتل ہے، لیکن اس قتل کا حق نہ تو عوام کو دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی مذہبی سرپرستوں کو، کیونکہ ہمارے اس خطے میں علما و مذاہب کا باہمی بغض اور تعصب اس حد تک بڑھ گیا ہے جو انہیں حق کا فیصلہ کرنے سے مانع ہے، تعصب مذہبی کی بنا پر ایک مذہب کا عالم یا مولوی دوسرے مذہب والے کو زندہ سلامت دیکھنا گوارا نہیں کرتا، لہٰذا ہوسکتا ہے کہ وہ ادنیٰ سی بات پر دوسرے عالم کے قتل کا فتویٰ صادر کر دے جو درحقیقت بے ادبی کے زمرے میں نہ آتی ہو اور عوام یا جاہل نوجوان جو قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور ہر روز سنت رسول ﷺ (ڈاڑھی) مونڈ کر یا اسے کتر کر گندگی کے نالوں میں بہا کر رسول اللہ ﷺ کو ایذا اور تکلیف دیتے ہیں،

انہیں رسول اللہ ﷺ کی بے اَدبی اور گستاخی کے فیصلے کرنے یا اس پر کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بعض دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مذہبی پیشوا ایسے جاہل نوجوانوں کو بے گناہوں کے پیچھے لگا دیتے ہیں جوان کے خون بہانے کے درپے ہو جاتے ہیں، اور انہیں ان سے جان بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا گستاخیٔ رسول کے فیصلے اور اس پر سزا کو مذہبی سرپرستوں یا جاہل نوجوانوں کے ہاتھ میں نہیں دیا جاسکتا...... اس کے لئے ضروری ہے کہ شریعت کورٹ قائم کیا جائے جو ماہرین اور شریعت اِسلامیہ کے متخصصین پر مشتمل ہو، ایسے کیس شریعت کورٹ میں دائر کئے جائیں اور علماے شریعت ایسے کیس کی سماعت کریں اور فیصلہ دیں کہ واقعی ملزم پر گستاخیٔ رسول اور آپ کی بے اَدبی کا اِلزام ثابت ہے اور اس کی بات واقعی توہین رسول ﷺ کے زمرے میں آتی ہے، اگر کسی موذی پر نبی اکرم ﷺ کی توہین اور آپ کی بے اَدبی کرنا ثابت ہو جائے تو شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد اسے وہی سزا دی جانی چاہئے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرورِ کونین ﷺ کا سچا اُمتی بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

............*

توہین رسالت کرتے ہو؟

اے ظالم، جابر انسانو! اے جام نجس کے دیوانو!
اے شمع ہوس کے پروانو! اے عقل وخرد سے بیگانو!
اخلاق سے عاری نادانو! اے بے خبر، اے شیطانو!
اے کافر، مشرک فرزانو! توہین رسالت کرتے ہو؟

....

اس فعل شنیع کا مغرب میں ڈنمارک سے آغاز ہوا
اک ارذل، فاسق اہل قلم، بدبخت ہے، بندۂ آز ہوا
تضحیک ہے جس کی خصلت میں بدخو وہ شعبدہ باز ہوا
ان سب سے کہہ دو حیوانو! توہین رسالت کرتے ہو؟

....

انجام کو اک دن پہنچے گی، اے مغرب والو یہ دنیا
اعمال ترازو میں ہوں گے، سب دیکھیں گے سچا جھوٹا
پھر بول اٹھے گا محشر میں، فن کار کا اک اک فن پارہ
لو اپنی خباثت پہچانو! توہین رسالت کرتے ہو؟

[گوہر ملسیانی]

بشکریہ ہفت روزہ 'ایشیا' لاہور